مدیر کے نام

حامد عبدالرحمن الکاف ' صنعا ' یمن

شیخ احمد سرہندیؒ پر مضمون (نومبر ۹۸) جان دار ' تاریخی اور تحقیقی تھا۔ پروفیسر عبدالقدیر سلیم اس آدھی حقیقت کو پہنچ گئے کہ شیخ صاحب (اکبری دور کا ذکر نہیں) جہاں گیر اور شاہ جہاں کے دور میں بھی کسی قسم کی سیاسی تبدیلی یا اثر انگیزی کا کام انجام نہ دے سکے۔ بلکہ جہاں گیر نے انھیں اپنا درباری بنا کر ان کی ساری سرگرمیوں کو یک لخت بند کر دیا۔ حقیقت کا دوسرا آدھا حصہ جس کے بارے میں صاحب مضمون غلط فہمی کا شکار ہیں ' تصوف کے بارے میں ہے۔ شیخ احمد سرہندیؒ نے درحقیقت وحدۃ الشہود کے نظریے کو ابن عربی کے وحدۃ الوجود کے نظریے پر کھڑا کیا ہے 'اس کی نفی نہیں کی ہے۔ اس کو محترم علی میاں "اضافہ" کہتے ہیں ' دعوت و عزیمت کی چوتھی جلد میں دیکھ لیں۔

امجد عباسی ' لاہور

حضرت مجدد کا سیاسی ماحول (نومبر ۹۸) تاریخی پس منظر ' تحقیق اور جامعیت کے لحاظ سے بہت اچھا مضمون تھا۔ ایک صدی سے زیادہ مدت گزر جانے کے بعد آج بھی حکمرانوں کا مذہب کے حوالے سے رویہ ' نظریہ ضرورت کے تحت اسلام کا نعرہ بلند کرنا اور پھر بھول جانا ' صوفیا اور مذہبی طبقے کا حکمرانوں کی اصلاح کی کوشش کرنا اور تحریک اسلامی کی اسلامی حکومت کے قیام کی جدوجہد میں اس کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ تاریخ کے منظر پر دینی اور لادینی کی کش مکش ہر دور میں ہی رہی ہے۔

حافظ محمد ادریس ' لاہور

اشارات (نومبر ۹۸) میں اجتماع عام اسلام آباد کے حوالے سے سنیاس تجربہ (ص ۸) کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے جس کا مفہوم دنیا چھوڑ دینا ' تیاگ اور جوگ کے ہیں مگر یہ ایک ہندوانہ اصطلاح ہے۔ ہندومت میں یہ ایک باقاعدہ مذہبی عقیدہ ہے جسے چوتھا آشرم کہا جاتا ہے۔ اس سے مراد دنیا ترک کر دینا یا دنیا کو تیاگ دینا ہے اور ایک لمبے عرصے کے لیے جنگل میں چلا جانا ہے۔ دعوت اسلامی کے لیے اس ترکیب کا استعمال موزوں نہ تھا۔

شبیر عباسی ' گوجرانوالہ کینٹ

اخبار امت میں ملائشیا کی تازہ ترین صورت حال اور کوسووا کے بارے میں بہت ضروری اور عمدہ معلومات تھیں۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بارے میں پروفیسر عبدالقدیر سلیم نے ٹھیک رخ پر تجزیہ کیا جس سے بہت سی غلط فہمیاں دور ہوئیں۔ خواتین کی دینی خدمات کا دائرہ ' بڑی موثر اور دل نشیں تحریر ہے۔ سرورق پر توجہ دیجیے۔ یکسانیت اکتاہٹ کا سبب بنتی ہے۔